شہناز کوثر

پی ایچ ڈی سکالر

داستانوی منفی کردار: نفسیاتی جائزہ

Shahnaz Kosar

PHD Scholar

Negative Characters "Dastaan" A Pshychological Analysis

Corl Jung has got special importance in doing pshychological analysis of negative characters.While here Dr. Ajmal has beautifully analyzed the psychology of imaginative type of characters like bad faires,ghosts and whiches etc.In this research paper obtained rsults of the psychologists like Erich Fromm and renowened scholar of Islamic world Rene Guenon has also been discussed, that has presented very strange results. In this way modren psychologists revies the ardent desire from psychological point of view and interpretators of Holy Quran described thier results in a different style. By the reference of negative characters of Urdu "Dastans" this is the distinction of this research paper.

انسان، نیکی اور بدی کا مجموعہ ہے۔ خیر کے مقابلے میں شر رکھا گیا۔ محض اس لیے کہ اچھے اور خراب عمل کا فرق ظاہر ہو۔ مادی ترقی نے انسان کو طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ احساس کمتری اور احساس برتری سے بہت سی نئی شاخیں پھوٹیں، بہت سے نئی نفسیاتی الجھنوں نے جنم لیا اور نفس انسانی، گونا گوں پیچیدگیوں میں الجھتا چلا گیا۔ بظاہر معصوم صورت مرد یا حسین عورت اپنے اندر کتنے طوفان چھپائے ہوئے ہیں، اس کا اندازہ نہیں ہوتا۔ اذیت پسندی کا رجحان بڑھا۔ کسی کو جبریہ جنسی لذت حاصل کرنے میں سکون ملتا ہے تو کسی کو بہتا ہوا خون دیکھ کر لذت ملتی ہے۔ کسی کو ایذا دہی سے سکون ملتا ہے تو کسی کو خود اذیتی میں راحت ملتی ہے۔ یہ اذیت پسندی، وحشت اور بربریت کے نئے نئے راستے ڈھونڈتی ہے۔ سگمنڈ فرائڈ نے انسانی اذہان کی انہی پیچیدگیوں کو سلجھانے کے لیے Ego,Idd اور Super Ego کی اصطلاحیں وضع کی ہیں۔ پرانے علوم میں ذہن، عقل، دل، ضمیر، ارادہ، ہوس، حواس، ہوش وغیرہ جیسے الفاظ انسانی ذہن کی پیچیدگیوں پر دال ہیں۔ ڈاکٹر محمد اجمل نے اپنی کتاب ''تحلیل نفسی'' میں داستانوں کے ایک منفی کردار ''چڑیل'' کے بارے میں لکھا ہے:

''بری پری، جو بعض اوقات چڑیل کا روپ دھارتی ہے اور بچوں کو کھا جاتی ہے یا انہیں آگ میں جلانے کی تیاری کرتی ہے، مادر عظمیٰ کا سلبی پہلو ہے''[1]

ڈاکٹر سہیل احمد خاں کہتے ہیں کہ اساطیر میں مادر عظمیٰ (کالی ماتا وغیرہ) کا کردار بڑا اہم ہے اور انسانی معاشرت پر اس کے بے حد گہرے اثرات رہے ہیں۔ اس نخست مثال کے ذریعے اس طرح کے اثرات اس عقل پرست زمانے میں بھی موجود ہیں۔[۲] منفی کرداروں کے مقابل جب داستان کا ہیرو مشکلات میں گھرا ہوتا ہے تو کوئی بزرگ اچانک اس کی مدد کو آموجود ہوتا ہے (ایک مثال: ''باغ و بہار'' میں حضرت علیؓ کا کردار) اس مدد گار کردار کو، جو منفی کرداروں کی کاٹ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، کو ژونگ نے ''Wise old man'''' یعنی پیر خردمند'' کا نام دیا ہے۔ یہ بزرگ ہیرو کو بطور مدد گار انگوٹھی یا تلوار کوئی تحفہ دیتا ہے جس کی مدد سے منفی کردار ڈھیر ہو جاتے ہیں۔

''اسی طرح ژونگ نے مدد گار جانوروں کو موتیف کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ جانور انسانوں کی طرح عمل کرتے ہیں بلکہ انسانی زبان بھی بولتے ہیں اور اکثر انسانوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ ژونگ کے خیال میں روح (Spirit) کی نخست مثال ہے جو حیوانی قالب میں ظاہر ہوتی ہے''۔[۳]

ژونگ نے اساطیر اور داستانوں میں منفی کرداروں پر بحث کرتے ہوئے 'شر' کی طاقتوں کو پرچھائیں کی نخست مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔[۴] رینے گینوں (Rene Guenon) کہتے ہیں کہ: ''ہیرو اکثر اژدہے کو زیر کر کے مدد گار پرندوں کی گفتگو سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ انسان نے وجود کی اعلیٰ سطحوں کو سمجھنا شروع کر دیا اور اب وہ مزید اونچے روحانی مراتب تک پہنچنے کے لیے (روحانی سطح پر) تیار ہے۔[۵]

آغاز کائنات سے دو طاقتور جذبے انسان میں موجود ہیں ایک شر اور دوسرا خیر۔ انسانی جسم کے ساتھ یہ جذبے بھی پرورش پاتے ہیں، اگر ماحول صالح ملتا ہے تو نیک جذبہ فروغ پاتا ہے۔ بدی کی طاقتیں سر اٹھاتی ہیں تو انہیں کچل دیا جاتا ہے۔ اگر ماحول موافق نہیں ملتا تو بدی کی طاقتیں ابھرتی ہیں اور گناہ، لذت بخش ہو جاتا ہے۔ انسان کے اندر پوشیدہ نیکی اور بدی کی یہ طاقتیں روز اول سے ایک دوسرے سے متصادم رہی ہیں۔ انسان نہ پورا نیک ہوتا ہے نہ پورا بد۔ بعض اوقات خیر اور شر کی یہ جنگ انسان کے باہر سے زیادہ اندر لڑی جا رہی ہے۔

سگمنڈ فرائڈ نے برے جذبوں کو اڈ، ایگو اور Super Ego کا نام دیا تھا۔ ناجائز خواہشات کی تکمیل اور حصول لذت ہی سب سے اہم ہے۔ ماہر نفسیات رچرڈ ڈبلیو نائس، ''اڈ'' کی تعریف میں کہتے ہیں:

''اڈ ذہن کا وہ نظر نہ آنے والا حصہ ہے جس میں نوزائیدہ خواہشات، ارمان اور تمنائیں رہتی ہیں جو جائز مانگوں کے قبضے سے باہر رہتی ہیں''[۶]

''سوپر ایگو'' شخصیت کا وہ حصہ ہے جو ہمیں مہذب بناتا ہے اور اچھے طور طریقے سکھاتا ہے اور شر کی خواہشات کی تکمیل میں حائل ہوتا ہے۔ ''سوپر ایگو'' اور ''اڈ'' کے درمیان میں ''ایگو'' ہوتا ہے جو ''اڈ'' کی ناجائز خواہشات کو یہ کہہ کر کنٹرول کرتا ہے کہ ابھی اس کام میں خطرہ ہے یعنی وہ اڈ کی خواہشات کو رد نہیں کرتا بلکہ اسے مناسب وقت کا منتظر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ انسانی ذات کے انہیں نیک و بد کو قرآن میں نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمیئنہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ بعض اہم شخصیتوں کے یہاں خیر یعنی نفس مطمیئنہ کا غلبہ رہتا ہے۔ اور بعض کے ہاں شر یعنی ''نفس امارہ'' کا۔

داستانوی منفی کردار دراصل ارذل ذات کی اس سطح کا سمبل ہے جہاں نفس امارہ یا اڈ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے۔ منفی کردار اپنی ناجائز خواہشات کسی بھی قیمت پر پوری کرنا چاہتا ہے اسے نہ معاشرے کی پروا ہوتی ہے نہ روز محشر کی۔ لہذا جب ہم منفی کردار کے نفسیاتی

اسباب پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وجود اس سطح کا ترجمان ہے جہاں اعتدال نہیں۔ (الف) ناجائز خواہشات کی کوئی حد نہیں۔ تاریک شکل کش نے پہلے مردہ انسان کا گوشت کھانا شروع کیا ہوگا۔ پھر جب مردہ گوشت نے لذت کھودی ہوگی تو تازہ گوشت کھایا ہوگا۔ اس کے بعد وہ زندہ انسانوں کو کھانے لگی، وہ بھی پیروں کی طرف سے یعنی مرنے میں دیر لگے اور اس کے جذبہ اذیت پسندی کو دیر تک سکون ملتا رہے۔

(ب) منفی کرداروں کے مطالعہ میں انسان کی ابتدائی وحشی جبلت کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ انسان غاروں سے نکل کر جب میدان میں آیا تو اسے نیک و بد کی تمیز نہ تھی۔ خواہشات، منہ زور گھوڑے کی طرح سر اٹھائے اسے پریشان کر رہی تھیں جن کی تکمیل کے لیے وہ خودسر اور خودمختار تھا، چاہے جو راستہ اپنائے بھوک لگے تو جنگلی جانوروں کا شکار کر کے ان کا کچا گوشت کھا جائے۔ خون پی کر پیاس بجھائے، جنسی بھوک پریشان کرے تو من چاہی عورت کو پکڑ لے۔ یوں داستانوی منفی کرداروں میں اس ابتدائی انسان کی جھلکیاں ملتی ہیں جو جائز و ناجائز کسی طرح کائنات کے ہر مظہر اور ہر شے پر حاکم و متصرف ہونا چاہتا ہے۔ اس کو روکنے کے لیے کوئی سماجی اصول اور قانون نہیں تھا جس کا اسے خوف ہوتا۔ داستان کے اکثر منفی کرداروں میں یہی قدیمی جذبے کارفرما رہتے ہیں۔ وہ قانون کی برتری تسلیم نہیں کرتے، سماجی بندھن توڑ ڈالتے ہیں اور صرف نفس کے غلام ہوتے ہیں۔

(ج) سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق ''اڈ'' یا نفس امارہ کی ترقی انسان کو نیکی سے ہٹا کر بدی کی طرف مائل کر دیتی ہے اور انسان نفس کا غلام بن جاتا ہے۔ نفسیات میں اس صورت حال کو غنودگی یا پژمردگی کہا گیا ہے۔ اس حالت میں انسان کو اچھائی، برائی کی تمیز نہیں رہ جاتی۔ ایگو کی بندش اور سوپر ایگو کا احتجاج پس پشت پڑ جاتا ہے صرف غنودہ حالت کی خواہش رہتی ہیں اور من مانی کامیابی کے سبب یہ خواہش بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔

داستانوی ولن یا ویمپ اپنے نصب العین سے ہٹ کر دوسری طرف دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ انہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہی نہیں ہوتا لہٰذا وہ اپنی اصلاح پر کبھی آمادہ نہیں ہوتے۔ دریودھن نے اپنی دشمنی کی وجہ سے اپنے اوپر جنگ مسلط کر لی صرف ارجن اور کرشن مہاراج نے ہی اسے صلح کا مشورہ نہیں دیا بلکہ بھیشم پتامہ، درونا چاریہ اور بدر جی نے بھی دریودھن کو سمجھانا چاہا۔ مگر دریودھن کو ہر اچھے مشورے میں کھوٹ نظر آیا اور وہ اپنی اصلاح پر آمادہ نہیں ہوا۔ راون سے بھی مصالحت کی بہت کوششیں ہوئیں مگر وہ صلح کا راستہ چاہتا ہی نہیں تھا یہاں تک کہ اس نے وبھیش جیسے راز دار کے مشورے کو بھی حقارت سے ٹھکرا دیا بلکہ اسے اتنا ذلیل کیا کہ وہ اس سے بدظن ہو کر رام سے مل گیا۔

قریوں کو بھی سمجھانے اور غلطی کی اصلاح کا مشورہ دیا گیا۔ ہیمن نے سمجھایا، انطی گونی نے قائل کرنا چاہا، درباریوں نے سمجھایا، کاہن تیرسئیس نے دیوتاؤں کی ناراضگی کا خوف دلایا مگر وہ سب کے مشوروں کو حقارت سے ٹھکراتا رہا۔

اردو داستانوں کے منفی کردار (ولن رویمپ) بھی اپنی اصلاح پر آمادہ نہیں۔ جن کے دلوں میں مکمل تاریکی نہیں البتہ جن کے اندر ''اڈ'' اور ''سپر ایگو'' کا تصادم جاری رہتا ہے۔ جب وہ ہیرو سے شکست کھاتے ہیں یا ان کی کسی بات یا خوبی سے متاثر ہوتے ہیں تو بدی کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں بقول ڈاکٹر شفیق داستانوں میں اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ:

''انسان کے اندر ہونے والا نیکی اور بدی کا تصادم خود ہی فیصلہ دیتا ہے جیسے لاچین کو بیٹھے بیٹھے اچانک خیال ہوا کہ لات منات بہرحال انسان تھے اور ان کو خدا ماننا مناسب نہیں۔ حالانکہ مسلمان ابھی طلسم ہوشربا سے دور تھے اس نے مسلمانوں کے نادیدہ خدا کے بارے

میں صرف پڑھا اور سنا تھا چونکہ لاچین ولن نہیں اس لیے غور وفکر کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اور اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ مسلمانوں کا نادیدہ خدا سچا ہے۔ کوکب، نور افشاں، برہمن، براں ساحر ہونے کے باوجود کھلا ذہن رکھتے ہیں لہٰذا عمرو کی باتوں سے متاثر ہو گئے۔''ے

مگر نوشیرواں افراسیاب، صنعت، افات ماہیان، توسن، لقا، ہمن زوپین، سالوس، ابلیس، حسینہ، سحر العجائب مصر الغرائب، شمش جادہ، ملکہ دمامہ، نریمان وغیرہ طے شدہ منفی کردار ہیں اس لیے انہوں نے اپنی جان دے دی، مگر اپنی اصلاح پر آمادہ نہیں ہوئے۔ یوں داستانوں کے طے شدہ منفی کردار غلط کو غلط سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ علی الاعلان کرتے ہیں۔ بدی پر ان کا عقیدہ اتنا پختہ ہوتا ہے کہ وہ اس بدی کا اعلان کرتے ہیں۔

(د) جسمانی طور پر بھی وہ اکثر پہلوان ہوتے ہیں یا پھر ساحر۔ پہلوان، طاقت کے نشہ میں سرشار رہتے ہیں۔ ساحر کی ذہنی طاقت انہیں سحر وساحری میں غیر معمولی بنا دیتی ہے۔ ولن اور ویمپ عموماً با اقتدار ہوتے ہیں۔ اس لیے انہیں اپنے کسی غیر انسانی فعل پر ندامت نہیں ہوتی۔ بدنامی ان کے لیے عین نیک نامی ہے اس لیے وہ جتنے برے نہیں ہوتے اس سے بڑھ کر خود کو مشہور کرتے ہیں۔ کوکب مشعل جادوگر کے بارے میں بتاتا ہے کہ وہ کتنا خوفناک ہے۔ آنکھ ملا کر روح قبض کرتا ہے اور وہ موت کو مسخر کر چکا ہے اس لیے قتل ہونے پر اپنی روح کسی دوسرے مردے میں داخل کر کے پھر اٹھ کھڑا ہوگا۔ اسی طرح اتقاق جادوگر کے آنے کا شور ہوا تو سب کو پتا چلا کہ وہ کتنا خطرناک ہے۔ تین بار زور سے نقارہ بجائے گا جس سے سب گر کر بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ قتل عام کرنے والی فوج ہے جو بے ہوش ہونے والوں کے سر کاٹ لے گی۔

اگر منفی کردار، طاقت ور ہے تو میدان میں گھوڑا دوڑاتا ہے۔ گرز گھماتا اور تلوار کی تیزی کے جوہر دکھاتا ہے۔ پھر نعرہ زن ہوتا ہے۔''اے خدا پرستو! اگر تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو ملکہ گیتی افروز کو سوار کر کے لے آؤ اور میرے حوالے کر دو نہیں تو سب کو قتل کر دوں گا اور گیتی افروز کو زہدۂ آفتاب ایرج نوجوان کے لیے تم سے چھین لے جاؤں گا۔''۸

بعض اوقات اپنے نسب نامے کا اعلان کیا جاتا اور نعرہ لگایا جاتا ہے: ''جسے موت کی تمنا ہو وہ مقابلہ کرے، میں فلاں بن فلاں ہوں، میرے بزرگوں اور میں نے یہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ آج میرے ہاتھ سے کوئی بچ کر نکلے گا تو اپنے گھر جائے گا۔'' عام طور پر داستانوی منفی کردار خود کو پوشیدہ نہیں رکھتا، کھلم کھلا للکارتا اور میدان عمل میں ہیرو کے مقابل ڈٹ جاتا ہے۔

منفی کردار خود غرض اور مفاد پرست ہونے کے ساتھ ساتھ ہٹ دھرم ہوتا ہے۔ اس کے لیے اپنی خوشی اور انا کی تسکین ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے خونی رشتوں کی بھی پروا نہیں کرتا۔ اپنی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو جس طرح بھی ممکن ہو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے ذرا سے مفاد کے لیے دوسرے کو بڑے سے بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ بس اس کا مقصد پورا ہو جائے، چاہے ایک فرد کی جان قربان ہو یا ایک ہزار کی۔ مثال کے طور پر افراسیاب کو لیں اس نے بدیع الزماں اور ملکہ تصویر کو اپنے یہاں قید کر دیا اور اس قید کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیا۔ بدیع الزماں کو قید کرنے سے اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا صرف اس کی انا کی تسکین تھی کہ میں نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ بدیع الزماں کو چھڑانے کے لیے اسد، طلسم ہوشربا میں داخل ہوا بارہ برسوں تک جنگ ہوئی بیٹی اسد کے ساتھ نکل گئی۔ سالیاں دشمنوں سے مل گئیں، سینکڑوں نامی گرامی ساحر مارے گئے۔ لاکھوں افراد کی جان گئی، ملک ہاتھ سے نکلتے گئے یہاں تک کہ سامری ساحری کا چراغ گل ہونے لگا لیکن افراسیاب کو اس کی پروا نہیں اس نے طلسم ہوشربا کی بربادی منظور کر لی، لیکن اپنی انا کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اس نے بدیع الزماں کو رہا

نہیں کیا یہاں تک کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

یہی حال ''رامائن'' میں راون کا ہے۔ وہ چکروتی بادشاہ اور زبردست عالم ہے۔ اس نے انتقاماً سیتا کو اغواء کر لیا۔ پھر صلح کی ساری کوششوں کو حقارت سے ٹھکراتا رہا، اس کے پیش نظر اپنی انا تھی جس کی تسکین کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اپنی ضد سے اس نے اپنے اوپر جنگ مسلط کر لی۔ اس کے نامی گرامی سردار اس جنگ کی بھینٹ چڑھ گئے۔ لاکھوں افراد مارے گئے۔ گودیں اجڑیں، سہاگنوں کے سہاگ اجڑے، شہر تباہ ہو گئے اور وہ خود جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ یہ خون خرابا روان کی ضد اور ہٹ دھرمی کا نتیجہ تھی۔ ''مہابھارت'' کا دریودھن ایسا ہی منفی کردار ہے جس کی وجہ سے شہروں کے شہر اجڑے لوگ فنا ہو گئے، خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ داستانوی منفی کرداروں کی فطرت میں قناعت اور صبر جیسی چیز مفقود ہوتی ہے۔ وہ مکر و فریب سے کام لیتا ہے اور لالچ میں اندھا ہو کر اپنے محسن تک کو بھلا بیٹھتا ہے۔ اس کو سماجی پابندیوں کی کوئی پروا نہیں، اس کا ضمیر ملامت کرتا ہے نہ دل، ضمیر مردہ ہو چکا ہے اور اس (منفی کردار) کی ہوس زندہ رہ جاتی ہے۔ افراسیاب کو لاچین نے گود میں کھلا کر جوان کیا، اپنا وزیر بنا لیا۔ ملک کے اختیارات اسے سونپ دیئے، اسے زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ لیکن افراسیاب اس وزارت پر راضی نہیں بلکہ تخت پر نظر لگائے بیٹھا رہا۔ یوں ایک دن دربار میں لاچین بادشاہ نے مسلمانوں کے خدا کی تعریف کر دی تو افراسیاب کو بغاوت کا راستہ مل گیا۔ اس نے درباریوں کو اپنے ساتھ ملایا اور ایک رات لاچین کو گرفتار کر لیا۔ لاچین نے گرفتار ہونے پر اپنے حقوق یاد دلائے لیکن اس خود غرض کو سب کچھ بھول گیا تھا اس نے کوئی جواب نہ دیا۔[۹] منفی کردار کمزوروں کی جائیداد اور مال ضبط کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ جب کوکب و نور افشاں جیسے چوٹی کے ساحروں نے اسلام قبول کر کے سحر و ساحری سے توبہ کر لی تو سحر العجائب و مصر والغرائب نے اس موقع کو غنیمت جانا اور جادو کے زور پر کوکب و نور افشاں کو قید کر کے سلطنت ہتھیانے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کی۔

داستانوں میں عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر بادشاہ مر گیا اور ولی عہد کمسن ہے تو اس کے ماموں یا چچا (منفی کردار) وقتی طور پر حکومت کی ذمہ داری قبول کر لیتے ہیں مگر جب ولی وعہد شہزادہ جوان ہوتا ہے تو وہ خوشی سے اس کا حق واپس نہیں کرتے بلکہ شہزادے کو قتل کروا کے ہمیشہ کے لیے تخت و تاج کے مالک رہنا چاہتے ہیں۔ مثال ''باغ و بہار'' میں چوتھا درویش، جو چین کے بادشاہ کا بیٹا ہے۔ باپ کے مرنے کے بعد چچا نے حکومت سنبھالی اور شہزادے کے ساتھ اپنی بیٹی کی نسبت طے کر دی مگر جب شہزادہ جوان ہوا تو وہ شادی کی بات کو ٹالتا رہا اور ایک دن اس نے ایک غلام مبارک سے کہا:

''اے مبارک اب ایسا کام کر کہ شہزادے کو کسی فریب سے مار ڈال اور اس کا خطرہ میرے جی سے نکال، جو میری خاطر جمع ہو۔''[۱۰]

ہماری داستانوں میں کچھ ایسے منفی کردار بھی ہیں جن کے سامنے کوئی واضح مقصد اور کوئی مفاد نہیں لیکن چونکہ بدی، ان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس لیے وہ بلاوجہ دوسروں کی راہوں میں کانٹے بوتے ہیں۔ اس عمل سے انہیں خود بھی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے، مگر وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں۔ ان کی اس فطرت کی زد میں صرف دشمن ہی نہیں، دوست بھی آ جاتے ہیں۔ ان کی مثال بچھو کی سی ہے جسے بغیر ڈنگ مارے چین نہیں ملتا۔ ایسی مثالوں میں بخ تک کا نام لیا جا سکتا ہے۔

ہماری داستانوں کے کچھ منفی کردار خود فریبی میں مبتلا ہو کر خود کو سب سے برتر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ ساحر ہیں تو اپنے سحر کو کرامات سے کم نہیں سمجھتے، اگر پہلوان ہیں تو خود کو رستم سے کم خیال نہیں کرتے۔ ساحروں میں کچھ تو واقعی جہنم کے فرشتے ہیں، ظرف کی کمی کی وجہ سے ہمیشہ

بڑے بول بولتے ہیں، غرور وتکبر کی باتیں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حجرۂ ہفت کی بلائیں تو واقعی خوفناک ہیں، ان میں ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ایک دن میں مسلمانوں کا خاتمہ کردوں گا۔ پھر نورافشاں پر حملہ کر کے، مسلمانوں کے مددگار کوکب ونورافشاں کو قتل کر کے وہ حکومت بھی تمہیں سونپ دوں گا۔ صرف اتنا ہی نہیں وہ ساری دنیا پر قبضہ کر کے ساری دنیا افراسیاب کو سونپنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ مشعل جادو جب اپنے حجرے سے نکلا تو اس نے کہا:

''مابدولت تیرے ساتھ چلیں گے۔ تمام عالم میں گشت کر کے تیری عملداری کرادینگے۔''۱۱

ایک اور مقام پر مشعل جادو کہتا ہے:

''پھر کیا پرواہے۔ ہمارے روبرو کوکب ونورافشاں ودیگر شاہان اولغرم سب برابر ہیں۔ ہم سے کوئی نہیں لڑسکتا۔ سب کی روحیں قبض کرلیں گے۔''۱۲

ایسے ہی بڑے بول تاریک شکل کش بھی بولتی ہے اس کے غرور کا یہ حال ہے کہ وہ افراسیاب جیسے بڑے جادوگر کو بچہ سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مسلمانوں نے میرے بچے افراسیاب کو بہت پریشان کیا ہے میں سب کو چیڑ پھاڑ کر کھا جاؤں گی۔ کوکب برہمن کے نام پر ہنستی اور کہتی ہے:

''بیٹا کوکب و برہمن کو بھی یہ حقیقت ہے کہ وہ اہالیان طلسم ہوشربا سے مقابلہ کریں تمہارے سامنے دم جرأت کا بھریں۔''۱۳

پہلوان منفی کردار کی یہ صورت ہے کہ میدان میں ڈینگیں ہانکتا ہے۔ جب اقوال چرم پوش، افراسیاب کی مدد کو آیا اور میدان میں اسد شیر دل کو دیکھا تو ہنس کر افراسیاب سے کہنے لگا:

''حضور یہ تو معشوق ہے، گود میں اٹھالاؤں۔ اپنے پہلو میں بٹھاؤں۔ شراب مجھ کو پلایا کرے گا۔ حضور خوب جانتے ہیں ہمیشہ سے پہلوانوں میں زبردست ہوں کسی قدر حسن پرست ہوں میری صحبت میں خوش رہے گا۔ اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤں گا۔ فنون سپہ گری سکھاؤں گا۔''۱۴

اس کی یہ ڈینگیں سن کر افراسیاب کے وزیر نے اسے بتایا کہ یہ طلسم کشا ہے، جو اس کے مقابلے میں جاتا ہے مارا جاتا ہے۔ اقوال چرم پوش نے یہ سن کر اس کو جھڑک دیا اور کہنے لگا:

''اگر تلوار اٹھا کر رکھ دوں، روکنا تو بڑی چیز ہے، شیر کی کلائیاں ٹوٹ جائیں۔ اگر نعرہ شد کروں تو زمین تھرائے، دیو سامنے ہو تو غش آجائے۔۔۔۔۔ میں نے فرقۂ آدم خوروں کو گھس کر مارا۔ کلک کے جنگل میں تن تنہا جا کر مغیلان کو للکارا۔ جتنے پہلوان میں نے مارے اگر نام لوں تو ایک کتاب طولانی تیار ہوجائے۔''۱۵

جب فولاد بن فولاد فوج لے کر لقا کی مدد کو آیا تو اس کے غرور کا یہ عالم تھا کہ اس نے بختیارک کے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ وہ طاقت کے نشہ میں کسی سے بات کرنا کسر شان سمجھتا ہے۔ جب بختیارک نے یاقوت شاہ کی طرف سے مزاج پرسی کی تو اس نے آنکھیں کھولیں کہ کون مجھ سے بات کررہا ہے۔ جب اس نے سنا کہ صاحبزادیاں مسلمان شہزادوں کے ساتھ چلی گئیں تو اس نے لقا سے کہا:

''غلام کو حکم ہو تو میں جا کر بدیع الزماں اور قاسم کو قتل کردوں۔ صاحبزادیوں کو محافے میں سوار کر کے لے آؤں۔ دیکھوں تو کون مجھ کو روکتا ہے۔''۱۶

جب نخ تک، نوشیرواں کو بہکا کر مدائن سے بہمن جاسب کے یہاں لے گیا تو بہمن نے امیر حمزہ کو خط لکھا اس خط میں طاقت کا

غرور اور گستاخی کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں:

''مجھ کو لازم ہے کہ تجھ کو باندھ کر نوشیروں کے حوالے کروں، تجھے قید کر کے اسے دوں پس نشہ مردمی رکھتا ہے تو جلد آ مجھ سے مقابلہ کر دل میں کچھ حوصلہ ہے تو میدان میں آ کر مقابلہ کر۔''[۲۷]

لقا اور خداوند سالوس نشۂ خداوندی میں چور ہیں۔ جس سے ناراض ہوتے ہیں اسے سنگ سیاہ کرنے کی دھمکی دیتے ہیں، بڑے بول بولتے ہیں اور اپنے مقابل سامری و جمشید کو بھی کچھ نہیں سمجھتے۔ اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتے ہی منفی کرداروں کے باطن میں پوشیدہ بدی کی طاقتیں سر ابھارنے لگتی ہیں۔ ولن چاہے ساحر ہو، پہلوان ہو یا عفریت سب باطنی طور پر بدکردار ہی ہیں۔ شاہ دیوان طاقتور ہے اور اپنی طاقت سے اقتدار اعلیٰ حاصل کرتا ہے لیکن اس کے باطن میں بدی پہلے سے موجود ہے اس لیے اقتدار اعلیٰ حاصل ہوتے ہی مطلق العنان اور غیر جمہوری ہو جاتا ہے۔ اس کی ہر بات حکم کا درجہ رکھتی ہے جس سے انحراف کرنے والے کو کڑی سے کڑی سزا دی جاتی ہے۔ یہ سزا قید و بند بھی ہو سکتی ہے اور قتل بھی۔ اسی لیے افراسیاب، بادشاہ بنتے ہی مطلق العنان بن گیا۔ اس کے وزیر چونکہ زبردست ساحر ہیں اس لیے وہ افراسیاب کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ افات (جادوگرنی) افراسیاب کو سامری جادوگر کے اصولوں کے مطابق چلنے کو کہتی ہے مگر افراسیاب اوراق سامری کا مذاق اڑاتا ہے۔

یہی حال سحر العجائب و مصر الغرائب کا ہے۔ ان کے دربار میں زبردست ساحر موجود ہیں، جو ان کے حکم کی تعمیل کرتے اور کرواتے ہیں۔ ان دونوں کی ہر بات فرمان ہے جس سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جن ساحروں کے دل پوری طرح سیاہ نہیں ہیں وہ اس غیر جمہوری رویہ اور ظلم سے نالاں رہتے ہیں کچھ وقت تو مصلحتاً خاموش رہے ہیں اور اس کے بعد لشکر اسلام سے مل جاتے ہیں۔ افراسیاب کے جتنے ساحر لشکر اسلام سے ملے، وہ سب افراسیاب کے آمرانہ رویہ سے نالاں تھے۔ عالمی سطح پر مشہور و معروف ڈراما ''انطی گونی'' کا قریوں تخت نشین ہوتے ہی مطلق العنان بن جاتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ پولی نیسی کی لاش یونہی چھوڑ دی جائے کہ اسے کتے اور گدھ نوچ نوچ کر کھائیں۔

قریوں، پولی نیسی کا ماموں ہے اور اسے معلوم ہے کہ بڑا بھائی ہونے کی وجہ سے پولی نیسی ہی تخت و تاج کا حقیقی وارث تھا۔ اس نے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے طاقت کو استعمال کیا تو جرم نہیں کیا۔ اگر مجرم بھی تھا تو جب مر گیا تو جھگڑا ختم۔ لیکن قریوں نے لاش کو بھی نہ بخشا بلکہ اس سے انتقام لیا تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب و دبدبہ بیٹھ جائے۔ اور جب بھائی کی محبت سے مجبور ہو کر انطی گونی نے بھائی کی لاش کو دفنا دیا تو اس سے قریوں کے انتقامی جذبے کو ٹھیس پہنچی۔ اس نے انطی گونی کو سزائے موت کا حکم سنا دیا۔ جب قریوں کے بیٹے ہیمن نے اسے قائل کرنا چاہا تو، طاقت کے نشہ سے چور قریوں نے اپنے بیٹے کی محبوبہ کو اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کرانے کا حکم دے دیا۔ قریوں نے اپنی بیوی اور بیٹے کی ذرا پروا نہ کی اور انطی گونی کو سزائے موت دے کر اپنے خونی جذبے کی تسکین کر لی جس کے نتیجے میں خود اسے اپنے بیٹے اور بیوی کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔

داستانوی ولن یا ویمپ کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں ہوتا۔ اکثر وہ شوقیہ ظلم کا عادی ہوتا ہے جس کی ایک مثال مشعل جادو ہے، جس نے حجرے سے نکلنے کے لیے یہ شرط رکھی تھی کہ بادشاہ اپنے معشوق کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اس کا خون پیے گا تب وہ حجرے سے نکلے گا۔ انسانی خون پینا بذات خود ایک مکروہ فعل ہے اور معشوق کا خون پلانے کی شرط اذیت پسندی کی انتہا ہے۔ مشعل جادو کمسن بچوں کے ساتھ اس حد تک بدفعلی کر مرتکب ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ یہ بھی اس کی اذیت پسندی کا کرشمہ ہے۔ افراسیاب جیسا ظالم بھی کانپ اٹھتا ہے:

''افراسیاب خانہ خراب واسطے سلام کے آیا، دیکھا مشعل نشہ میں شراب کے چور ہے۔ لاش ہائے طفلان حسین فرش پر پڑے ہیں، چند ملازم بے حیا کے گرد حاضر ہیں۔ افراسیاب کی آنکھوں میں خون اتر آیا، لڑکوں کی لاشیں دیکھ کر گھبرایا۔ عرض کی، اے شہنشاہ مشعل اس بدعت کو موقوف کیجیے۔ ورنہ میری عمل داری میں خلل آئے گا۔''۱۸

مشعل جادو کے لیے جادوگروں کی گردنیں مروڑ کر مردے فراہم کیے جاتے تھے تاکہ قتل ہونے پر جسم تبدیل کر سکے۔ اس کے اس فعل قبیح سے افراسیاب کے لشکری گھبرانے لگے کہ نہ جانے کب کس کی گردن مروڑ دی جائے اور اس کی لاش تبدیلی قالب کے کام آئے۔

تاریک شکل کش کی فطرت میں ظالمانہ رجحان سب سے زیادہ ہے۔ مشعل تو معشوق کا خون پی کر صبر کر لیتا تھا، تاریک شکل کش تو زندہ انسانوں کو کھا کر اپنے ظالمانہ رجحان کی تسکین کرتی ہے۔ جب خواجہ عمرو حجرۂ تاریک میں پہنچ کر اسے افراسیاب کا خط دیتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ:

''دس نو جوان ایک جانب سر جھکائے مثل بید، برگ کانپ رہے ہیں چہرے ان بیچاروں کے اداس، مٹکا شراب کا اٹھایا غٹ غٹ پی گئی۔ ایک نو جوان کو ٹانگ پکڑ معہ استخوان چبانا شروع کیا جب ایک نو جوان کو کھا چکی تب طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوئی۔''۱۹

انسانوں کی چیخیں سن کر اس کا خوش ہونا اس کی ظالمانہ فطرت کا ثبوت ہے۔ ''دور سے دیکھا دو مسافر جاتے ہیں۔ بس تاریک باتیں کرتے کرتے کڑک کر اٹھی۔ ان دونوں بے چاروں پر یوں گری جیسے بجلی گرتی ہے۔ دونوں کو گردن پکڑ اٹھا لائی۔ ٹانگ پکڑ کر چبانا شروع کیا ہڈیاں تک چبا گئی۔''۲۰ اختقاق جادو اور شہنا نواز جادو کی فطرت بھی تاریک شکل کش سے مختلف نہیں یہ دونوں افراسیاب کی جانگھ کے گوشت کا کباب کھا کر خوش ہوتے اور افراسیاب کی مدد کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح عفریت طلسمی، سینکڑوں آدمیوں کو اکٹھا پھانک جاتا ہے اور محبوب کا کل کشا کا کلیجہ کھا کر اور خون پی کر لشکر اسلام کا مطیع ہو جاتا ہے۔ یوں بیشتر منفی کرداروں کی نظروں میں انسانی جانوں کی کوئی وقعت نہیں اور بہتا ہوا خون دیکھ کر ان کے اندر سویا ہوا درندہ انگڑائی لے کر بیدار ہو جاتا ہے۔

ہماری داستانوں کے انسانی، حیوانی اور غیر مرئی منفی کرداری اپنی بہیمانہ فطرت میں مکمل ہیں۔ ان کے سیاہ کارنامے لرزہ خیز ہیں۔ اکثر ایسا لگتا ہے کہ وہ امر ہو گئے۔ موت و حیات پر وہ ویسے ہی قادر دکھائی دیتے ہیں۔ اکثر ان کی زندگی لوح میں محفوظ ہوتی ہے۔ بغیر لوح اور مہرہ حاصل کیے انہیں قتل نہیں کیا جا سکتا پھر ایسے ساحر بھی ہیں جو سینکڑوں سال تک زمین میں دفن ہو کر یا حجرہ نشین رہ کر ریاضت سے ابدیت حاصل کر لیتے ہیں جیسے تاریک شکل کش، مشعل جادو، اختقاق، عفریت طلسمی وغیرہ۔ لیکن اول و آخر فنا ہے۔

کامل و اکمل ساحر کا بھی کوئی نہ کوئی کمزور پہلو ضرور ہوتا ہے جس سے وہ مار کھا جاتا ہے۔ بے شک مشعل جادو قتل ہو کر بھی جسم کی تبدیلی کے ساتھ زندہ ہو جاتا ہے، تاریک شکل کش پر سحر بھی اثر نہیں کرتا اور عفریت طلسمی کے بگڑ جانے پر خود اس کا خالق بھی اسے کنٹرول نہیں کر سکتا لیکن اگر بدی کی طاقتیں دائمی ہو جاتیں تو پھر دنیا سے نیکی کا نام مٹ جاتا، اس لیے ہر طرح منفی کردار کا مقدر بالآخر فنا ہونا ہی ہے۔ کوئی تیغہ طلسمی سے قتل ہوتا ہے تو کوئی کسی کے خون کے چھینٹوں سے اور کوئی جنگ کرتا ہوا مارا جاتا ہے۔

داستانوں میں ہیرو، ہیروئن منفی کرداروں کی راہوں میں دشواریاں پیدا کرتے اور بالآخر ان کی موت کا سامان کرتے ہیں۔ چونکہ داستان کا قاری فطری طور پر رحم دل اور انصاف پسند ہوتا ہے، اس لیے ہیرو کی مشکلات دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے۔ اس میں اتنی طاقت تو نہیں کہ وہ دنیا میں پائی جانے والی ظلم و زیادتی کے خلاف اٹھ کھڑا ہو لہٰذا اپنے ہی جیسے ہیرو کو ظلم سے ٹکراتے دیکھ کر اسکی ہمدردی ہیرو کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ داستانوں کے منفی کردار اتنے خونخوار اور وحشی ہیں کہ قاری تمنا کرتا ہے کہ ظالم کسی طرح مارا جائے تاکہ عوام الناس اور

خاص کر ہیرو اس کے ظلم سے نجات پائے۔ جب ہیرو منفی طاقتوں پر غالب آ جاتا ہے تو قاری کو دوہری خوشی ہوتی ہے ایک تو ہیرو کی کامیابی سے دوسرا ظالم کی تباہی و بربادی سے۔

ہائزح زمر نے اپنی کتاب ''بادشاہ اور لاش :شر پر روح کی فتح کی کہانیاں''(مرتبہ جوزف کیمبل) میں شامل ''بیتال پچیسی'' کی تفسیر بہ عنوان ''شر پر روح کی فتح'' میں اس کے کرداروں کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

''یہ کہانیاں ڈراؤنی ہیں لیکن ہیں دلفریب، جو عوام کے حافظے میں منڈلاتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔ہماری متعدد انائیں ہیں۔۔۔۔۔۔متعدد شخصیتیں جو بعض اوقات غیر معمولی طور پر متنبہ ہوتی ہیں۔۔۔۔۔۔لیکن ہماری متعدد اناؤں میں ایک انا اور بھی موجود ہے، شاید ہماری نویں یا دسویں انا، جسے ہم اسی وقت من مانی کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ جب ان ہیئت کذائیوں سے کہ جن سے ہماری اہمیت کا اظہار ہوتا ہے، اپنے فرائض منصبی اور استشنائی حقوق سے اور اپنے شاہانہ جلال سے الگ ہو کر کچھ دیر ستانے میں ذرا سی ٹھیس لگنے سے یا اتفاقات کے کسی ننھے سے داؤ پیچ سے، تڑاق سے ٹوٹ کر دونیم ہو جاتا ہے اور اپنا خزینہ ہمارے حیرت زدہ باصرے پر عیاں کر دیتا ہے۔ تب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنے طور پر وضع کی ہوئی اور تا حال نظروں سے پوشیدہ ایک طویل تاریخ کی بدولت ہم نے از خود اپنے آپ کو نتائج کے بحران کا پابند کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔ولیم بلیک نے اسی خیال کو یوں پیش کیا ہے:''میرے اردگرد، رات دن میرا سایہ منڈلاتا رہتا ہے''۔ ہم جدھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں ہماری اپنی ذات ہی کے مختلف رخ دکھائی دیتے ہیں جن سے پیچھا چھڑانا ممکن نہیں۔ ہم جدھر قدم اٹھاتے ہیں، ہماری نامعلوم ذات کا کوئی نہ کوئی حصہ پر اسرار انداز میں عالم وجود میں آیا ہوا بڑے معنی خیز انداز سے ہمارے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ یوں ہمارا مقسوم، ہمارا ماحول، ہمارے دشمن اور ہمارے رفیق، سب کو ہم نے خود جنم دیا ہے۔۔۔۔۔۔اس پُر پیچ تاریخ (جو ہمارے جہنمی خواب نے ہمیں سنائی ہے) کے تمام کردار، ہیرو، ہیروئنیں اور منفی کردار، سب ہم آپ ہی آپ ہیں۔''[۲۱]

شاید اسی لیے قرآن حکیم میں حکم ہوا:''پرہیز، اپنے نفس کی سرکشی سے۔'' اس سے اس نتیجہ کا استخراج ممکن ہے کہ اصل راستہ 'خیر' کا ہی ہے۔ ہماری داستانوں میں 'شر' کی شکست اور 'خیر' کی فتح اس حوالے سے ایک واضح اشارہ ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سہیل احمد خاں، ڈاکٹر:''ژنگ کے نفسیاتی نظریات''، لاہور: ادارہ تالیف و ترجمہ، طبع اوّل: دسمبر ۱۹۸۷ء، ص: ۲۶

۲۔ ایضاً، ص: ۲۶، ۲۷

۳۔ ایضاً، ص: ۲۷

4. Erich Fromm:"Psycho Analysis and Religion",NEW HEAVEN: Yale University press,1950

5. Guenon,Rene:"Symboles Fandamentaux de la Science sacree",Paris

Gallimand,1962,pg :26

۶۔ بہ حوالہ: ہنس راج بھاٹیا:''ابنارمل سائیکلوجی''، دہلی: راج کمل پرکاش طبع اوّل: س۔ن،ص:۳۲۰

۷۔ شفیق احمد شفق، ڈاکٹر:''اردو داستانوں میں ویلین کا کردار''،ص:۸۶

۸۔ تصدق حسین، شیخ (داستان گو):''ایرج نامہ'' (دفتر چہارم: جلد دوم) لکھنو: منشی نول کشور،۱۸۹۸ء،ص:۵۳۱

۹۔ محمد حسین جاہ، منشی، ترجمہ: احمد حسین قمر، منشی:''طلسم ہوشربا'' (جلد ششم) لکھنو: منشی نول کشور، طبع چہارم: ۱۳۰۸ھ،ص:۹۸۶

۱۰۔ میرامن:''باغ و بہار'' مرتبہ: مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، لاہور: اردو سائنس بورڈ، طبع اوّل: ۲۰۰۴،ص:۲۵۵

۱۱۔ محمد حسین جاہ، منشی، ترجمہ: احمد حسین قمر منشی:''طلسم ہوشربا'' (جلد ششم) لکھنو: منشی نول کشور، طبع چہارم: ۱۳۰۸ھ،ص:۷۸

۱۲۔ ایضاً،ص:۷۹

۱۳۔ ایضاً،ص:۱۷۸

۱۴۔ ایضاً،ص:۷۷۵

۱۵۔ ایضاً،ص:۷۷۶

۱۶۔ ایضاً،ص:۹۸

۱۷۔ ایضاً،ص:۸۶

۱۸۔ ایضاً،ص:۱۳۵

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً،ص:۱۲۵

۲۱۔ "KING AND CORPS" بہ حوالہ:''داستانوں کی علامتی کائنات'' ڈاکٹر سہیل احمد خاں، لاہور: کلیہ علوم و شرقیہ پنجاب یونیورسٹی،۱۹۸۷ء